نو آبادیاتی دور کے تغیرات: فلپائن کے مسلمانوں کا مسئلہ

پیوٹ رحیماہ مکول - عبدل☆

سولھویں صدی میں سپانیہ نے فلپائنی علاقوں لوزان (Luzon) اور وسایاس (Visay-as) پر قابض ہو جانے کے بعد اپنے اقتدار کو منڈاناؤ (Mindanao) اور سولو (Sulu) تک وسیع کرنے کی کوشش کی تاکہ ہمسایہ ممالک برونائی اور جاوا بھی زیر نگین لائے جاسکیں۔ اپنے پورے عرصہ اقتدار میں قابض سپانوی حکام مسلمانوں کو مسیحی بنالینے کی بھر پور جدوجہد کرتے رہے۔ اس کی بنیاد مسیحی مبلغین کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو حلقہ مسیحیت میں داخل کیے بغیر انہیں سپانوی آقاؤں کا وفادار غلام نہیں بنایا جاسکتا۔ مسلمانوں کو جبراً مسیحی بنانے کی مہم کا ایک محرک سپانویوں کا مسلمانوں سے وہ قدیمی بغض بھی تھا جسے وہ اسپین سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ علاوہ ازیں مسیحی مشنریوں کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کو مسیحی بنالینے کے بعد سپانویوں کے لیے منڈاناؤ اور سولو کے مال ودولت پر قابض ہو جانا سہل ہو گا۔ پھر مشکوک مسلمانوں کی بہ نسبت ہم مذہب مسیحیوں سے تجارت کرنا نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ 'مسیحی مبلغین نے ایک طرح سے قابض قوتوں کے آلہ کار کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔'

سپانوی استعماریت کے خلاف مسلم رد عمل

سپانوی تین سو سال تک فلپائنی مسلمانوں سے معروف 'مورو جنگیں' لڑتے رہے لیکن ایک آزاد قوم کی حیثیت سے نسبتاً جدید تر اور ترقی یافتہ معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام کے حامل مسلمانوں نے اپنے اقتصادی، سماجی اور مذہبی نظام کی بنیادوں کو سپانوی حملہ آوروں سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنی زبردست دفاعی کوششیں کبھی ترک نہ کیں۔ اسلام سپانوی جارحیت سے کم از کم دو سو سال قبل سولو اور منڈاناؤ میں داخل ہو چکا تھا، جو بعد ازاں لوزان اور وسایاس تک پھیل گیا۔ اسلام سے اس خطے کو روشناس کرانے کا سہرا ان عرب تاجروں اور

☆Pute Rahimah Makol-Abdul, "Colonialism and Change: The Care of Muslims in the Philippines," *Journal of Muslim Minority Affairs,*" 17:2 (1997), PP.311-323 (تلخیص: احمد حاطب صدیقی)

نو مسلموں کے سر ہے جو چودہویں صدی کے وسط میں ملایا اور انڈونیشیا سے یہاں آئے تھے۔ ہسپانوی استعمار کی آمد سے قبل فلپائنی مسلمانوں کے مستحکم تجارتی، مذہبی اور سفارتی روابط دیگر مسلم ممالک سے استوار ہو چکے تھے۔ اس پس منظر میں سپانویوں کو منڈاناؤ اور سولو کے سیاسی، معاشی اور مذہبی لحاظ سے ترقی یافتہ علاقے کو غلام بنانے میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شاید اسی وجہ سے 'منڈاناؤ اور سولو پر سپانوی اقتدار کا تسلط اپنے مزاج کے اعتبار سے نہایت قاہرانہ اور تباہ کن ثابت ہوا۔

فلپائن کو مسیحی ملک میں تبدیل کرنے کی کوشش

نوآبادیاتی طاقتوں کی آمد سے قبل اسلام، اپنی اعلیٰ معاشرتی، معاشی اور مذہبی اقدار کی بدولت فلپائن کے شمالی اور وسطی علاقوں میں اپنی فطری رفتار سے پھیل رہا تھا، اگر تاریخ کا یہ سفر جاری رہتا تو پورا فلپائن اسلامی تہذیب کا گہوارہ بن چکا ہوتا۔ سپانوی فاتحین کی مداخلت سے نہ صرف یہ تہذیبی ارتقا رک گیا بلکہ خود فلپائن کو بھی ترقی معکوس کے عمل سے گزرنا پڑا۔ سپانوی فاتحین نے اسلام سے اپنی روایتی نفرت کے سبب جزائر فلپائن کی پوری آبادی کو مسیحی بنا ڈالنے کی کوشش کی۔ ''اگرچہ وہ مورو مسلمانوں کو قبول مسیحیت پر آمادہ کرنے میں ناکام رہے تاہم انہوں نے غیر مسلم اکثریت کو حلقہ مسیحیت میں داخل کر لینے میں خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کر لیں۔ اس طرح قابض حکمرانوں نے تاج ہسپانیہ کے لیے سونا اور دیگر خام مال ہی نہیں بٹورا، وہ مسیحیت کو ملک کا غالب مذہب بنا لینے میں بھی کامیاب ہو گئے، حالانکہ وہ اسلام کے صدیوں بعد وہاں وارد ہوئے تھے۔''

مورو سلطنتوں کا زوال

فلپائن کے مسلمانوں کے لیے اسلام کے عطایا میں سے ایک قابل ذکر عطیہ خلافت اسلامیہ کے زیر سرپرستی سلطنت کا قیام تھا۔ مورو مسلمانوں کی کئی سلطنتیں قائم تھیں، ان میں سے چند کو منڈاناؤ اور سولو میں طاقتور اثر ورسوخ حاصل تھا۔ پورا جزیرہ سولو فقط ایک سلطنت کے زیر نگیں تھا۔ جزیرہ منڈاناؤ پر مختلف سلطنتیں حکمران تھیں، ان میں سے میگنڈاناؤ کی سلطنت جس کے بانی شریف محمد کابنگ سوان تھے، نہایت طاقتور اور موثر سلطنت تھی۔ اگر ہسپانوی فلپائن پر حملہ آور نہ ہوتے تو طاقتور مرکزیت رکھنے والی یہ مورو سلطنتیں یقیناً لوزان اور وسایاس کے پھیلے ہوئے جزائر تک پہنچ چکی ہوتیں۔ مگر مغرب کی تکنیکی ترقیوں سے استفادہ

رنے والے سپانویوں کے جدید ترین اور طاقتور جنگی جہازوں اور مشینی ہتھیاروں کے مقابلہ میں فرسودہ اور روایتی ہتھیاروں سے دفاع کرنے والے مسلمان اپنے اقتدار کا تحفظ نہ کر سکے اور ۱۸۹۸ء تک ان کی بیشتر قوتوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

سپانوی اقتدار کا ایک اور قابل ذکر ورثہ ملک کے مسلمانوں اور مسیحیوں کے مابین نفرت کا بیج بو کر دونوں ہم وطن طبقات کو ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کا دشمن بنا دینا اور ان کے درمیان مغائرت کی اونچی فصیل کھڑی کر دینا تھا۔

معاشی و تعلیمی صدمات

سپانویوں سے محاربت کے طویل برسوں میں مسلم آبادی کو پے بہ پے متعدد سنگین معاشی و تعلیمی صدمات سہنے پڑے۔ مسلمانوں کی نسبتاً جدید تر معیشت میں مزید پیش قدمیوں کی صلاحیت تھی جو استعماری غلبہ کے نتیجہ میں پہلے جمود پھر پسپائی کا شکار ہو گئی۔ مسلم مزاحمت کو کمزور کرنے کی مہم کے حصہ کے طور پر سپانویوں نے نہ صرف مسلمانوں کے باغات، فصلوں اور پھولوں کی کاشت کو تاخت و تاراج کیا بلکہ ان کے تجارتی جہازوں کو بھی اپنے حملوں کا نشانہ بنا کر تباہ کیا۔ اس طرح ملائیشیا اور دیگر ممالک سے ان کی پھلتی پھولتی تجارت کا خاتمہ ہو گیا۔ تجارت مسلمانوں کی محض معاشی سرگرمیوں ہی کا محور نہ تھی بلکہ ان کا طرز زندگی بھی بن چکی تھی۔

پھر سامراجی عزائم کی تکمیل کے لیے سپانویوں نے مسیحی طرز تعلیم رائج کرنے کی حکمت عملی اختیار کی جس کی مزاحمت کرنے کی وجہ سے غیر مسلموں کے مقابلہ میں مسلمان آبادی کو سنگین قسم کے نتائج اور تعلیمی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ سپانوی نظام تعلیم کے مسیحی اقدار پر مبنی ہونے کے باعث مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ اپنی ثقافت اپنے تاریخی ورثہ اور اپنے دینی تشخص کے تحفظ کے لیے وہ اس نظام کو کلیتاً مسترد کر دیں۔ سپانویوں نے چار سو سال تک حکمرانی کی مگر اس طویل عرصہ میں وہ مغربی طرز کا ایک بھی اسکول مسلم علاقوں میں قائم نہ کر سکے۔ اس طرح مسلم سوسائٹی ناخواندگی کے باعث پستی و پسماندگی کا شکار ہو گئی۔

مسلمان امریکی عہد استعماریت میں

۱۸۹۸ء میں سپانویوں اور امریکیوں کے مابین جنگ میں سپانویوں کی شکست کے بعد جب فلپائن کا اقتدار امریکیوں کے ہاتھ آیا تو مسلمانوں کے زیر قبضہ علاقے منڈاناؤ اور سولو پر بھی ان کا تسلط ہو گیا حالانکہ سپانوی کبھی ان علاقوں پر مکمل کنٹرول حاصل نہ کر سکے تھے۔ امریکی جن کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے جزائر فلپائن پر قبضہ لوٹ مار کے لیے نہیں کیا ہے بلکہ انہیں ترقی، تعلیم، تہذیب اور خود حکمرانی کی تربیت دینے کے لیے وہ اس جزیرہ پر قابض ہوئے ہیں، پہلے تو اپنی اس پالیسی کے نفاذ کے لیے وہ مسلمانوں کو ہتھیاروں سے زیر کرنے کی کوشش کرتے رہے، پھر انہوں نے ''تعلیمی حکمت عملی'' اختیار کی، تاہم مسلمانوں نے نئے استعماری آقاؤں کا تسلط تسلیم کرنے پر بھی کبھی آمادگی ظاہر نہیں کی۔ منڈاناؤ اور سولو میں امریکی پالیسیوں کے نفاذ کے لے بتدریج تین مختلف انتظامی بندوبست اختیار کیے گئے۔

۱- فوجی حکومت اور عدم مداخلت کی پالیسی (۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۳ء)

اس پالیسی کے تحت امریکی بریگیڈیر جنرل جان سی بیٹس (John C. Bates) نے ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء کو سولو کے سلطان محمد جمال الکرام سے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے سلطان کا اپنے عوام پر حق حکمرانی تسلیم کیا گیا تھا اور مسلمانوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کی ضمانت دی گئی تھی۔ باسیلان (Basilan) اور منڈاناؤ کے مسلم رہنماؤں سے بھی اسی قسم کے غیر تحریری معاہدے کیے گئے تھے۔ تاہم ۱۹۰۲ء میں یہ معاہدے اچانک ختم کر دیئے گئے جو اس بات کا مظہر ہے کہ یہ معاہدے بھی محض ایک استعماری ہتھکنڈہ تھے جن کی اصل حکمت یہ تھی کہ ملک کے شمالی صوبوں میں ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۱ء تک جاری رہنے والی جنگ میں مسلمان غیر جانبدار رہیں۔ ان معاہدوں کے خاتمہ کے بعد جنوب کے مسلم علاقوں پر امریکہ نے اپنا راست اقتدار قائم کر لیا۔

۲- مورو صوبہ اور راست حکمرانی کی پالیسی (۱۹۰۳ء تا ۱۹۱۳ء)

اس حقیقت کا ادراک کرنے کے بعد کہ مورو مسلمانوں کو اور منڈاناؤ اور سولو کے کثیر قدرتی وسائل والے علاقوں کو فلپائن کے قومی دھارے سے جدا رکھ کر ملک کے معاشی مستقبل کو بہتر نہیں بنایا جا سکتا، ۱۹۰۳ء میں 'مورو صوبہ' کا انتظامی بندوبست نافذ کیا گیا۔ اس دور میں امریکیوں نے مسلم آبادی کے علاقوں میں مسیحی آبادیاں قائم کرنے کے لیے قرض

جاری کیے اور ان کو زمینیں الاٹ کیں اور اسے مورو مسلمانوں کو 'مہذب بنانے کے عمل کا حصہ قرار دیا گیا، اس پیش گوئی کے ساتھ کہ 'مورو لینڈ' میں مسیحیوں کے آباد ہونے کے نتیجہ میں مسلم اکثریت بتدریج مسیحی تہذیب و تمدن اپنالے گی۔ مگر اس تحریک کے نتیجہ میں مزید سنگین مسائل پیدا ہو گئے۔

۳-ڈیپارٹمنٹ آف منڈاناؤاینڈ سولو (۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۰ء)

منڈاناؤ کے قدرتی وسائل میں امریکہ کی گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ امریکی سرمایہ کاروں کے مسلسل تعامل کے نتیجہ میں جنگ عظیم دوم کے بعد منڈاناؤ پر امریکی غلامی کے اثرات گہرے ہوتے چلے گئے۔ ۱۹۱۴ء میں مسلمانوں کو ہتھیار کے زور پر مغلوب کر لینے کے بعد فاتحین نے 'مورو صوبہ' کا نظم و نسق ختم کر کے 'ڈیپارٹمنٹ آف منڈاناؤاینڈ سولو' کے نام سے ایک مشترکہ انتظامیہ بنائی - ۱۹۲۰ء میں منڈاناؤ اور سولو انتظامیہ میں مقامی فلپائینوں کا تناسب بڑھانے کے لیے مسلم علاقوں میں مزید مسیحی لا کر بسائے گئے تاکہ مسلم علاقوں کا کنٹرول مکمل طور پر مسیحی فلپائینیوں کو منتقل کیا جا سکے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ کے طور پر جب فلپائن کو آزادی دیتے ہوئے منڈاناؤ اور سولو کا اقتدار بھی فلپائنی مسیحیوں کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کیا گیا تو فطری طور پر مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مارچ ۱۹۳۵ء میں مسلم رہنماؤں نے استعماری حکمرانوں کو ایک یادداشت پیش کی جس میں ان پر واضح کیا گیا تھا کہ فلپائن میں مسلمان اور مسیحی دو الگ الگ طبقات ہیں جن کے مذاہب اور اقدار جداگانہ ہیں۔ مسیحی فلپائینیوں کا قبضہ لوزان اور وسایاس پر ہے جبکہ منڈاناؤ اور سولو مسلم علاقے ہیں۔ فلپائن کا اقتدار مکمل طور پر مسیحیوں کو سونپ دینے کے نتیجہ میں مسلمانوں اور ان کی آئندہ نسلوں کو سخت پریشانیوں، آلام اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا دونوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنا درست نہیں۔ مسلم علاقوں کا اقتدار مسیحیوں کے بجائے مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔ مگر مسلمانوں کی یہ اپیل رائیگاں گئی اور واشنگٹن نے مسیحیوں کے دباؤ کے آگے سر جھکاتے ہوئے پورے خطے کا اقتدار مسیحی فلپائینیوں کے حوالے کر دیا۔

امریکی قبضے کے نتائج

۱- فوجی تنزل: ایک کے بعد دوسری استعماری طاقت کے غلبہ سے اپنے ملک کو نجات دلانے کے لیے طویل اور صبر آزما جنگ کے بعد مسلط ہونے والی غلامی نے مسلمانوں کی عسکری قوت

کی کمر توڑ دی۔ اس کا ایک سبب تو امریکہ کے تیکنیکی طور پر اعلیٰ ترین مشینی ہتھیاروں کے مقابلے میں مسلمانوں کے کمتر درجہ کے ہتھیار تھے۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ امریکیوں کی آمد سے قبل مسلمانوں نے تین سو سال تک مسلسل ہسپانویوں کی مسلط کردہ تباہ کن جنگ کا بے جگری سے مقابلہ کیا جس کی وجہ سے ان کی قوت مزاحمت کمزور ہوتی چلی گئی اور 'ہسپانویوں کے برعکس امریکیوں نے سرکش اور بہادر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرکے ان پر براہ راست حکمرانی قائم کرلی'۔

۲- معاشی انحطاط: مسلمانوں کی عسکری قوت کمزور ہوجانے کے باعث غیر ملکی سرمایہ داروں اور مسیحی فلپائینیوں ہر دو کو موقع مل گیا کہ وہ منڈاناؤ اور سولو کو اپنی نو آبادی بنالیں۔ حریت پسند مورو مسلمانوں کو فوجی شکست دینے کے بعد امریکیوں نے ایسے قوانین نافذ کرنے شروع کردیئے جن کے نتیجہ میں منڈاناؤ اور سولو پر ان کا مکمل قبضہ ہوگیا۔ اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً نافذ کیے جانے والے قوانین اراضی نے اہم کردار ادا کیا۔ ان نو آبادیاتی قوانین اراضی کا نفاذ کرکے مسلمانوں کو شدید ترین معاشی، معاشرتی اور سیاسی دشواریوں میں مبتلا کیا گیا اور مسیحی آباد کاروں کو بسا کر مورو مسلمانوں کو اقلیت میں تبدیل کردیا گیا۔ ان نو آباد کاروں نے ان صوبوں اور شہروں پر قبضہ کرکے جو روایتی طور پر مسلمانوں کے علاقے تھے اپنے آپ کو ایک مضبوط سیاسی قوت بنالیا۔ جس کے نتیجے میں آزاد فلپائن میں مسلمانوں کے علاقے بھی مسیحیوں کو منتقل ہوگئے۔ اس طرح مسلمانوں کو تیسرے استعمار کی غلامی سے دوچار ہونا پڑا جو مسیحی فلپائنی تھے۔

۳- تعلیمی معیار کی پستی: مسلمانوں کو عسکری طور پر زیر کرلینے کے بعد امریکیوں نے مسلم علاقوں میں جو اسکول قائم کیے ان میں مسیحی اساتذہ کا تقرر کیا گیا اور استعماری آقاؤں کی تیار کردہ (امریکی) نصابی کتب رائج کی گئیں۔ یہ نظام تعلیم مسلمانوں کو اپنی طرف راغب نہ کرسکا کیونکہ ان کا پختہ خیال تھا کہ مسیحی اساتذہ اور امریکی نصاب تعلیم ان کے بچوں کو امریکی (بالفاظ دیگر مسیحی) طرز کی تعلیم دے کر انہیں اسلامی عقائد و اعمال سے منحرف کردیں گے لہٰذا اس نظام کو قبول کرنا قومی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ مسلمانوں کے پاس اتنے وسائل تھے نہ کوئی مضبوط سیاسی قوت کہ وہ اپنا متبادل نظام تعلیم قائم کرسکتے۔ اس بنا پر وہ مسیحی فلپائینیوں کے مقابلہ میں تعلیم میں بھی پست اور پسماندہ رہ گئے۔ تعلیمی زوال سے مسلمانوں کو معیشت، معاشرت اور سیاست کے شعبوں میں مزید انحطاط کے عمل سے گزرنا پڑا۔

تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ چند مورو مسلمانوں نے جن کا تعلق 'داتو'

(سردار) طبقات سے تھا، امریکی نظام تعلیم کے تحت تعلیم حاصل کر کے مسلمانوں کو سیاسی طور پر منظم کرنے اور منڈاناؤاور سولو میں اسلامی تعلیمی اداروں کے قیام میں فعال کردار ادا کیا۔ اس طرح 'امریکی پالیسی سازوں کی یہ توقعات غلط ثابت ہو گئیں کہ اگر مسلمانوں کو امریکی خطوط پر تعلیم دی جائے تو مسلمان بہ آسانی ترک اسلام پر مائل ہو جائیں گے جو ایک ترقی دشمن مذہب ہے۔'

استنتاج

مباحث بالا کی روشنی میں بلا جھجک یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ طویل عہد استعماریت مسلمانوں کے لیے شدید ترین مصائب اور آلام کا دور تھا۔ محض استعماری مفادات کا تحفظ کرنے والی پالیسیوں کے ساتھ پہلے سپانوی اور پھر امریکی فاتحین کی آمد نے تہذیبی طور پر انتہائی ترقی یافتہ مورو مسلمانوں کے معاشرے کو پستی اور پسماندگی کے بھیانک انجام سے دوچار کر دیا۔ اگرچہ انہیں فتح نہیں کیا جاسکا تاہم ان کے ملک پر قابض ہو جانے والے سپانوی اور امریکی ہر دو استعمار نے منڈاناؤاور سولو کے جدید ترین معاشی نظام کو تباہ کیا، فروغ اسلام کے فطری عمل کی راہ روک دی، نو آبادیاتی قوانین اور پالیسیوں کے ذریعہ سے مورو مسلمانوں کو بطور خاص معاشی، معاشرتی، سیاسی اور تعلیمی زوال کی طرف دھکیلا اور اس کے ساتھ فلپائن کے مسلمانوں اور مسیحیوں میں ہمیشہ کے لیے نفرت، مغائرت اور تعصب کی بنیاد ڈال دی۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۷ :

تک بھی رسائی ہے۔ اگرچہ ان میں سے اکثر سماجی خدمات کے سیکولر نظام کے دائرے میں کام کرتی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی طرح کے اقلیتی گروپوں کی خواہش ہے کہ وہ اپنے ہی اصولوں اور نظریات کی بنیاد پر اپنے کام کے ڈھانچے کو استوار کریں تاکہ وہ اسلامی دنیا کے تناظر سے زیادہ مطابقت اختیار کر سکیں۔ یہ بات کینیڈین معاشرے اور ریاست کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ کینیڈا میں مسلم کمیونٹی کی صورتحال علاقائی نسلی شناخت سے آگے بڑھ کر مذہبی شناخت کا تقاضہ کرتی ہے۔